Press Conference of Farmer of Kacchi Canal

کچھی کینال - "پس پردہ حقائق"

سر بلند پہاڑوں اور تاحدِ نگاہ وسیع میدانوں کی سرزمین بلوچستان میں کچھی تاریخی حیثیت کا حامل علاقہ ہے۔ ابتدائی طور پر کچھی درہ بولان کے آغاز ڈھاڈر شہر سے لے کر جھل مگسی کے پہاڑی سلسلے کیرتھر کے دامن تک پھیلے ہوئے میدانی علاقہ کا نام تھا۔ موجودہ نصیر آباد زون کئی سالوں تک ضلع کچھی کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔ حکومتی سطح پر نئے اضلاع کے قیام کے فیصلے سے کچھی ضلع تقسیم در تقسیم ہوتے ہوتے اب ضلع بولان، جھل مگسی، نصیر آباد اور جعفر آباد کی انتظامی حدود میں تقسیم ہو چکا ہے۔ یہاں تک اب بلوچستان کے نقشہ میں کچھی کا لفظ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔

کچھی کے اس وسیع میدانی علاقوں کو آباد کرنے کیلئے ناڑی، بولان، لہڑی، چھتر اور مولہ کے پہاڑی علاقوں سے نکلنے والے دریاؤں کے سیلابی پانی کو استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہاں کے لوگوں کی خوشحالی کا تمام تر دارومدار وقت پر ہونے والی موسمی بارشوں پر ہوتا ہے۔ لوگوں کی معیشت زراعت اور گلہ بانی پر مشتمل ہے۔ بارشوں کی کمی اور کچے بندات کے ٹوٹ جانے سے کچھی کا علاقہ اکثر قحط سالی کا شکار رہا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ نقل مکانی کر کے اُن علاقوں میں منتقل ہو گئے ہیں جہاں پر مستقل پانی کی فراہمی کا انتظام دریائی کینالوں سے کیا گیا ہے۔ جعفر آباد ضلع کیرتھر کینال سے آباد ہوتا ہے اور نصیر آباد پٹ فیڈر کینال سے جبکہ جھل مگسی سیف اللہ شاخ کینال سے۔ کچھی کے زیریں علاقہ کی مستقل آبپاشی کے بعد صرف کچھی کا بالائی علاقہ جو موجودہ ضلع بولان کی تحصیل بھاگ، نصیر آباد کے تحصیل چھتر اور جھل مگسی کے گنداواہ پر مشتمل ہے غیر آباد ہے۔ اس علاقہ کی مستقل آبپاشی کیلئے صدر ایوب کے دورِ حکومت میں کچھی کینال کی تعمیر کا منصوبہ تشکیل دیا گیا۔

ایوب خان کے دورِ حکومت جسے عشرہ ترقی (1958 تا 1968) سے بھی منسوب کیا جاتا ہے، میں تشکیل دئیے گئے منصوبہ کے تحت اُس وقت دریائے سندھ پر قائم چشمہ بیراج سے "ڈُنڈھ شاخ" کے نام سے تعمیر عمل میں لائی تھی۔ عشرہ ترقی کے جشن منانے اور "چینی چور" کے ہنگاموں میں یہ منصوبہ بھی کہیں کھو گیا۔ اور اب کچھی کینال کے نام سے 2005ء میں مشرف دورِ حکومت میں اس پر باقاعدہ کام کا آغاز ہوا۔

میگا پراجیکٹ کے اعزاز سے منسوب "کچھی کینال" کے پس پردہ جو حقائق ہیں وہ انتہائی توجہ طلب ہیں اور کچھی کے مفلوک الحال عوام کے نام پر اربوں روپے کن لوگوں کے مفادات کیلئے استعمال ہو رہے ہیں انتہائی چشم کشا ہیں۔ "میگا" کے مطلب سے بھی لاعلم افراد جب بلوچستان کے ظلم و جبر کے شکار عوام کے سامنے میگا پراجیکٹ کے ذریعے جھوٹی خوشحالی کے دعوے کرتے ہیں، تو معصوم عوام دل میں یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں "کون جیتا ہے تیری زُلف کے سر ہونے تک"

سب سے پہلی حقیقت ایوبی دورِ حکومت میں منظور ہونے والے منصوبہ پر کام آغاز 2005ء میں ہوا، جسکی تکمیل میں مزید دس سال لگیں گے۔ (40) چالیس سال تک کس بات کا انتظار کیا گیا جب لاکھوں لوگ افلاس اور قحط سالی کی گود میں دم توڑ رہے تھے۔۔ یہاں تک ایک پوری نسل جو اس منصوبہ کی منظوری کے وقت جوان تھی وہ اب اس دُنیا میں نہیں رہی۔ ان (50) پچاس سالوں کا حساب مفلوک الحال عوام کی جانب سے تمام برسرِ اقتدار رہنے والی قوتوں پر قرض ہے۔

اس منصوبہ کا مسلسل التوا سے فائدہ ہوا ہے تو کس کو ؟ بلوچستان کے حصے کے اضافی پانی سے کن کی زمینوں کو آباد کیا گیا ؟ اور اب جو پانی کچھی کینال سے آئے گا تو کیا واقعی اس سے کچھی کی زمینیں آباد ہوں گی ؟

تونسہ بیراج سے نکلنے والی کچھی کینال پانچ (500) سو کلومیٹر طویل ہے۔ اسکا تین (300) سو کلومیٹر حصہ پنجاب میں تونسہ، ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقہ سے گزرے گا جبکہ (200) دوسو کلومیٹر بلوچستان میں سوئی، چھتر، نوتال اور تحصیل بھاگ سے ہوتا ہوا گنداواہ تحصیل پر اختتام پذیر ہوگا۔

دوسری حقیقت پنجاب کے علاقہ میں تین سو کلومیٹر طویل حصہ جن علاقوں سے گزرتا ہے وہ غیر آباد علاقے ہیں۔ یہاں کی زمینیں انتہائی کم قیمت ہونے کی بناپر ایک منصوبہ کے تحت فوجی ادارے نے خرید لی ہیں۔ جو کہ بعد میں فوجیوں کو ان کے رینک کے حساب سے الاٹ کی جائیں گی۔ اور اب یہ طے کرلیا گیا ہے اس طویل تین سو کلومیٹر علاقے کے زمینوں کو کچھی کینال سے آباد کیا جائے گا اور دلیل یہ دی جارہی ہے کہ اس کیلئے پنجاب کے حصے کا پانی ڈالا جائے گا۔ تین سو کلومیٹر طویل علاقے کی لاکھوں ایکڑ غیر آباد زمین صرف پنجاب کے حصہ کے پانی سے آباد ہوگی اور بلوچستان کے حصہ کا پانی محفوظ رہے گا؟ اسکا جواب سندھ کے عوام بہتر طور پر جانتے ہیں جو دریائے سندھ کے پانی سے محرومی اور غیر آبادی کا مسلسل واویلا کرتے رہتے ہیں اور آج تک اُن کی دادرسی نہیں ہوئی۔

بلوچستان کے ماہرین آبپاشی کے مطابق کے مطابق کچھی کینال کو تونسہ بیراج کے بجائے گڈو بیراج سے بھی تعمیر کیا جاسکتا ہے اور اس سے بھی اتنی ہی زمین آباد ہوگی۔ اور مستقبل میں جنم لینے والے تنازعوں سے بھی (پانی کی تقسیم کے) بچا جاسکتا تھا۔

دوسری جانب تین سو کلومیٹر طویل کینال کی تعمیر کے اخراجات بلوچستان کے عوام کے کھاتے میں ڈالنا ناانصافی بلکہ دن دھاڑے ڈاکے کے مترادف ہے۔ کچھی کینال کا فنی طور پر بلوچستان میں داخلے کے وقت جو زاویہ بنتا ہے وہ زاویہ گدو بیراج سے بھی سو فیصد ممکن ہے۔ دوسری جانب پنجاب کے علاقہ میں تین سو کلومیٹر طویل حصہ کوہ سلیمان کے پہاڑی سلسلوں سے آنے والے بارشوں کے سیلابی پانی کی زد پر ہوگا۔ اس سے کچھی کینال کے پشتوں (کناروں) کے ٹوٹنے اور انسانی آبادیوں کا تیز سیلابی ریلوں میں ڈوبنے کا خطرہ ہر وقت موجود رہے گا۔

تیسری حقیقت! چونتیس (34) ارب روپے سے شروع ہونے والا منصوبہ اب باون (52) ارب روپے کا ہو چکا ہے۔ اس منصوبہ کا ٹینڈر کب اور کن اخباروں میں مشتہر ہوا۔ بلوچستان کے عوام ان سے لاعلم ہیں۔ یہ مختلف کمپنیاں بنام DESCON ، D. Baloch ، G.R.C کن شرائط کے تحت کام کر رہی ہیں اور ان کے سربراہ کون ہیں؟

لاہور اور اسلام آباد میں ان کمپنیوں کے شاندار دفاتر اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے سرمایہ دار اور بااثر افراد کی ملکیت یہ کمپنیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ باون ارب روپے کا خطیر سرمایہ ان کے مالکوں اور ملازمین میں تقسیم ہوگا۔ اور بلوچستان کے پسماندہ علاقے کے مفلوک الحال عوام کو کیا ملے گا! خوبصورت نعرے اور اخباری بیان۔ کچھی کے عوام کے نام پر کھیلے جانے والے کھیل کے اصل کرداروں کے چہرے بے نقاب ہو چکے ہیں۔

اس منصوبے کی اولین ترجیح پنجاب میں کچھی کینال کے تین سو کلومیٹر طویل حصے سے فوج کے ادارے کی توسط سے خرید کردہ ان زمینوں کو آباد کرنا اور انتہائی قیمتی بنانا ہے جو انتہائی معمولی قیمت پر خریدی گئی ہے ۔ اس منصوبہ سے ڈیرہ غازی خان کی مقامی آبادی کا لاتعلقی کا اظہار اور ان کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے اُن میں پائی جانی والی نفرت اس بات کا واضح اظہار ہے کہ مفادات سے وابستہ قوتوں کا تعلق کہاں سے ہے ۔

دوسری جانب خطیر رقم جسکی مالیت باون ارب روپے سے بھی بڑھ سکتی ہے مخصوص افراد کی کمپنیوں اور ان کے ملازمین کیلیے خوشحالی کا سبب بنے گی ۔ بلکہ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد بھی کینال کی نگرانی اور مرمت کے نام سے ہمیشہ کیلیے ہزاروں افراد اور ان کے خاندانوں کے لیے روزگار کا ذریعہ بنے گی اور ان کا تعلق بھی بلوچستان سے نہیں ہوگا ۔

کیا کچھی کینال کی تکمیل سے کیا کچھی کے علاقے سرسبز شاداب ہوں گے ؟

اس منصوبے کے آغاز سے قبل ہی چند بااثر افراد نے کچھی کینال سے آباد ہونے والے علاقہ کی متوقع زمین سرکاری اداروں کے ملازمین کی ملی بھگت سے اپنے نام کروالی ہیں بلکہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے ۔ جبکہ اصل مالکان جو غیرآبادی کی وجہ سے نقل مکانی کر چکے ہیں اس سے لاعلم ہیں ۔ نیز کئی علاقوں میں ابھی سے مختلف قبائل ملکیتی دعوؤں کے ساتھ مورچہ زن ہیں اور کئی افراد قتل ہو چکے ۔

ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کینال کی تکمیل سے کچھی کے علاقے میں شادابی کے بجائے بربادی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے ۔ پینے کے پانی کے لئے ترسنے والے عوام

مستقبل میں خوشحالی کے بجائے مزید مفلوک الحالی اور قبائلی قتلوں
کا شکار بنیں گے۔ چند با اثر اور با اقتدار افراد کے مفادات
کے حصول کی جنگ میں ہزاروں لوگ لقمہ اجل بنیں گے۔ کچھی
کے میدان پانی سے سرسبز ہونے کے بجائے معصوم انسانوں
کے خون سے رنگے جائیں گے۔

اس کھیل کے پہلے حصے میں اربوں روپے بلوچستان کے عوام کی
خوشحالی کے دعوؤں کے ساتھ انتہائی چالاکی سے مخصوص افراد کو نوازا
جا چکا ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں خونی کھیل اسی با اثر افراد کھیلیں
گے جنکی زمین جائیداد اور اقتدار کی ہوس کبھی ختم نہیں ہوتا۔

بلوچستان کے عوام کو خونی کھیل سے محفوظ رکھنے
کا بہترین حل یہی ہے کہ کچھی کینال کو کسی اور نام سے پنجاب کے علاقے
تک ہی محدود رکھا جائے اور اس پر رقم بھی پنجاب کے کھاتے سے
خرچ کی جائے۔ کچھی کے عوام کو کینال کی نہیں بلکہ "کچھی پلین
واٹر سپلائی" (اس وقت زیر التوا جو کم فنڈ کی، کم خرابی کی وجہ سے عرصہ کی سال سے مکمل نہیں ہو سکا۔) کی ضرورت ہے۔ تاکہ لوگ اپنے جسم اور روح کا
رابطہ اُس وقت تک قائم رکھ سکیں جب اُن کے حقیقی نمائندے
عوام کی خواہشات کے مطابق اجتماعی مفادات کی نگہبانی کیلئے آگے آئیں گے
اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب بلوچستان کے عوام قبائلیت، لسانیت، مذہبی
فرقہ واریت کو رد کرتے ہوئے وطن کے وفادار غریب عوام سے محبت کرنے
والے افراد کو اپنی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیں گے۔

(ختم شد)